محمد یوسف سجاد

مولانا حبیب الرحمان یزدانی شہیدؒ

آہ ! مولانا حبیب الرحمان یزدانی ہم میں نہ رہے

۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء کو قلعہ لچھمن سنگھ لاہور کے ایک بم دھماکے نے ہم سے ہماری متاع عزیز چھین لی۔ ناہنجار و نابکار، بزدل اور کمینے دشمن کی سازش بظاہر کامیاب ہوگئی۔ لیکن کتاب و سنت کے ان پروانوں کا خون رائیگاں نہ جائے گا۔ اور وہ بدخصال مرنے سے پہلے کئی دفعہ مرنے کی جس اذیت سے دوچار ہو رہے ہیں، اس کا اندازہ صرف وہی کر سکتے ہیں جنہوں نے اپنے ضمیر کا خون کر کے ان شیدایانِ دینِ حنیف کے خونِ ناحق سے اپنے دامن کو خون آلود کیا ہے۔

مولانا یزدانی جام شہادت نوش کر گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ جیئے تو دین کے لیے، شہید ہوئے تو دین کے لیے۔ کتنی مبارک ہے ایسی زندگی؟ کتنی باعث رشک ہے ایسی شہادت؟ مرنا تو مسلم ٹھہرا۔ موت جس سے کسی کو مفر نہیں، تو پھر موت اللہ کے دین کی سرفرازی کے سلسلے میں آئے۔ اور موت بھی شہادت کی۔ تو اس سے بڑھ کر سعادت اور خوش بختی کیا ہو سکتی ہے؟

مولانا یزدانی جماعت اہل حدیث کی ایک جانی پہچانی شخصیت تھے۔ خواص تو خواص، علماء تو علماء، آپ کا نام زبانِ زدِ عوام تھا۔ نام زبان پر، مقام دل کی گہرائیوں میں۔

آپ ایک پرجوش مبلغ، گرم گفتار خطیب اور دبنگ مقرر تھے۔ آپ کی للکار باطل شکن اور باطل سوز آپ کی آواز خارا شگاف، آپ کی پکار دلوں میں اترتی ہوئی۔ آپ کفر و بدعت کے ایوانوں کے لیے قہرِ الٰہی تھے تو معاندین اور آئمۂ ضلالت کے لیے شمشیرِ بے نیام، شاید ہی کوئی اہل حدیث فرد آپ کے نام و آواز سے ناآشنا ہوگا۔ ملک گیر شہرت کے حامل عالم دین تھے۔ مصروف ترین خطباء و واعظین میں سے تھے۔ شاید ہی کوئی رات خالی ہو جس میں آپ نے کہیں نہ کہیں خطاب نہ فرمایا ہو۔ فنِ خطابت میں آپ مولانا سید

عبدالغنی شاہ کے شاگرد تھے۔ اُن سے انتہائی متاثر ہونے کی بناء پر اُن کے اندازِ خطابت کو اپناتے ہوئے تھے۔ اور انہی کی مسندِ خلافت پر جلوہ افروز تھے۔

تقریر میں دیکھو تو جیسے شعلۂ جوالہ بنی اور دوستانہ محفل میں بیٹھو تو نرم دم گفتگو۔ رزمِ حق و باطل میں فولاد، اور حلقۂ یاراں میں بریشم کی طرح نرم۔ یزدانی شہید کے کردار کی خوبیاں تھیں۔ ان کی حباب میں ملائمتِ کلام دیکھ سُن کر یہ یقین نہیں ہوتا تھا کہ یہ وُہی مولوی صاحب ہیں جو دورانِ خطاب بر سرِ منبر رعد و برق تھے۔ اتنی اونچی آواز میں لگاتار تین تین گھنٹے بولنا آپ ہی کا خاصہ تھا۔ اور لطف یہ کہ حاضرین و سامعین کسی قسم کی اکتاہٹ کا شکار نہ ہوتے۔

ولادت۔

آپ اپریل ۱۹۴۷ء بمطابق جمادی الاولیٰ ۱۳۶۷ھ میں بمقام "پل شاہدولہ" ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ ان دنوں آپ کے والد محترم مولانا عبدالحلیم بن حافظ محمد عبداللہ کمبوہ یہاں بطور خطیب خدمات سرانجام دے رہے تھے۔

خاندانی پس منظر۔

مولانا حبیب الرحمان یزدانی کے بزرگوں میں حافظ عبدالرشید۔ حافظ عبدالغفورؒ۔ حافظ محمد عبداللہ مولانا امیراللہ اور مولانا محمد فاروق کے نام ملتے ہیں۔ آپ کے دادا جان حافظ محمد عبداللہ کو انگریزوں نے تین ماہ تک پشاور جیل میں محبوس رکھا۔ اور آپ کے والد محترم بھی بڑی بارُعب اور دبنگ آواز کے مالک تھے۔ انگریزوں نے انہیں بھی دو ماہ تک قید میں رکھا۔ انگریز اُن کی اس آواز سے اتنے خائف تھے کہ دورانِ قید انہیں کوئی دوائی کھلا کر اُن کا گلا خراب کر دیا۔

تعلیم۔

آپ نے مڈل تک رسمی تعلیم گورنمنٹ مڈل سکول سخانہ باجوہ سے حاصل کی۔ دینی تعلیم کے حصول کے لیئے مدرسہ ضیاء القرآن منڈی چشتیاں۔ جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ۔ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ۔ جامعہ سلفیہ فیصل آباد اور مدرسہ نصرۃ الحق حنفیہ نسبت روڈ لاہور میں زیرِ تعلیم رہے۔ اس کے بعد دارالعلوم تقویۃ الاسلام لاہور میں

داخل ہوئے۔ اور یہیں سے فارغ التحصیل ہونے۔ آپ کے لاہور کے دورانِ قیام ہی آپ کے والد محترم انتقال کر گئے۔

اساتذہ کرام۔

۱- شیخ الحدیث حافظ محمد اسحاق
۲- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبید اللہ
۳- حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف
۴- مولانا بہاؤالدین
۵- حافظ محمد بینا بین
۶- حافظ عبدالرشید گوہڑوی
۷- حافظ ممتاز احمد

آغاز خطابت۔

تحصیلِ علم کے بعد سب سے پہلے آپ حمید پور کلاں ضلع گوجرانوالہ میں خطیب مقرر ہوئے۔ اور یہاں چار سال تک خطبہ جمعہ دیتے رہے۔

کاموں کے میں آمد۔

۱۹۷۲ء میں حضرت مولانا سید عبدالغنی شاہ صاحب خطیب کاموں کے رحلت فرما گئے۔ تو کچھ عرصہ کے لیئے مختلف علماءِ کرام اس مسجد میں خطبہ جمعہ کے لیئے تشریف لاتے رہے۔ راقم الحروف کو بھی یہاں ایک جمعہ پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ مستقل خطابت کے لیئے مقامی جمیعت کی نگاہ انتخاب مولانا یزدانی پر پڑی۔ لہٰذا راتوں رات حمید پور کلاں سے سامان کاموں کی لایا گیا اور اس طرح آپ کاموں کی میں مرکزی جامع مسجد اہلحدیث کے خطیب مقرر ہوئے۔

اسیری وسیاسی خدمات۔

مولانا یزدانی حلقہ کاموں کے میں قومی اتحاد اور پی۔ڈی۔پی (پاکستان جمہوری پارٹی) کے صدر رہے ہیں۔ بھٹو آمریت کے خلاف تحریک میں آپ کو گرفتار کیا گیا۔ اور ایک ماہ تک جھنگ جیل میں قید رہے۔ چودھری قیم اللہ رکن مجلس شوریٰ۔ چودھری حامد ناصر چٹھہ سابق صوبائی وزیر صحت وتعلیم حال سپیکر قومی اسمبلی اور حاجی میہ احمد گوجرانوالہ جیل میں آپ کے ساتھ رہے۔

۱۹۸۶ء میں گوجرانوالہ میں تقریر کرنے پر سات دن تک گوجرانوالہ جیل میں رہے۔ فروری ۱۹۸۷ء میں آپ کو پھر تین ماہ کے لیئے گرفتار کر کے ڈسٹرکٹ جیل گوجرانوالہ میں بھیج دیا گیا۔ لیکن علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کی کوششوں کی بنا پر ایک ہی رات بعد رہا کر دیئے گئے۔

قاتلانہ حملہ۔

کامونکی میں مولانا کے توحید وسنّت کے وعظ سننے والوں پر شب و روز بمباری سے کم نہیں تھے۔ آپ شیر کی طرح گرجتے اور طوفان کی طرح برستے یہاں آپ ہی وہ واعظ شعلہ نوا تھے جنہوں نے شاہ صاحب مرحوم کے بناء کردہ ایوانِ توحید میں چراغاں کر رکھا تھا۔ یہاں کے مخالفین نے اس قندیلِ ربّانی کو گل کرنے کے لیئے منصوبہ بنایا۔ اور ۴ راگست ۱۹۸۴ء کو کرائے کے قاتلوں نے آپ پر اس وقت حملہ کیا۔ جب وہ کامونکی سے ایک جلسہ میں شرکت کرنے کی غرض سے لاہور جا رہے تھے۔ ان بزدل حملہ آوروں نے آپ کو پے در پے خنجروں کے دس زخم لگائے اور فرار ہو گئے۔

مولانا کو فوری طور پر کامونکے ہسپتال پہنچایا گیا، مگر زخم بہت کاری تھے، لہٰذا ابتدائی طبی امداد کے فوراً بعد آپ کو میو ہسپتال لاہور لایا گیا۔ جہاں ڈاکٹروں نے سر توڑ کوشش کر کے زخموں سے بہنے والا خون بند کیا۔ اور پیٹ کا اپریشن کر کے اندر گئے ہوئے خون کی صفائی کی۔ اسی شام ایک دوست حافظ لیسین صاحب نے مجھے گوہد پور گھر آ کر اس حادثہ فاجعہ کی اطلاع دی اور کہا کہ حضرت مولانا محمد علی جانباز صاحب کی زیر قیادت کل سیالکوٹ سے ایک احتجاجی وفد لاہور جا رہا ہے، جو گورنر ہاؤس کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کرے گا۔ لہٰذا آپ بھی صبح صبح شہر پہنچ جائیں۔ راقم حضرت الاستاد کی زیر قیادت گورنر ہاؤس کے سامنے احتجاجی مظاہرہ میں شریک ہوا۔ بارش اور خرابیٔ موسم کے باوجود ہزاروں لوگ اپنے محبوب عالم دین پر اس قاتلانہ حملہ پر تصویر غم بنے ہوتے تھے۔ اور احتجاجی نعرے بلند کر رہے تھے۔ پھر ہم عیادت کی غرض سے میو ہسپتال پہنچے۔ وہاں بھی عقیدت مندوں کا ایک ہجوم بیکراں تھا۔ آپ بائیس ۲۲ دن تک ہسپتال میں زیر علاج رہے۔

بہر حال اللہ نے مولانا یزدانی کو نئی زندگی سے نوازا، اور دن بدن رُو بصحت ہوتے چلے گئے۔ اور پہلے سے زیادہ بھرپور انداز اور پوری توانائی سے خدمتِ دین میں مصروف رہے۔ پہلے آپ جمعیت اہلحدیث

پاکستان کے ناظم تبلیغ تھے۔ اور شہادت تک نائب ناظم کے منصب پر فائز رہے۔

انردواجی زندگی اور اولاد۔

۱۹۶۹ء میں آپ اپنے حقیقی چچا محمد فاروق کی دختر سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی زندگی میں چھ بیٹیاں اور ایک بیٹا عطا فرمایا۔ ۱۹۸۲ء میں پیدا ہونے والے اس بیٹے کا نام انعام الرحمان تھا۔ اور آپ پر خنجروں سے قاتلانہ حملہ ہوئے پھر چھ ماہ ہوئے تھے کہ فروری ۱۹۸۵ء میں دشمنوں نے ایک مکروہ و بھیانک سازش کے تحت زہریلا ٹیکہ لگا کر آپ سے اکلوتا بیٹا چھین لیا

آپ کی شہادت کے تھوڑا عرصہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیٹے سے نوازا ہے۔ باپ کی شہادت کے بعد ماں کو بیٹا اور چھ بہنوں کو ایک بھائی کامل جانا کسی حد تک ایک ڈھارس اور سہارا ثابت ہو سکتا ہے۔ اللہ کرے کہ بیٹا اپنے شہید باپ کا صحیح جانشین ثابت ہو۔

بقیہ: عبدالخالق قدوسیؒ

ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لاتشعرون۔

ے شہادت ہے مقصود و مطلوب مومن نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

ہمارے یہ اسلاف قل ان صلوتی ونسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین کے علمبردار تھے چنانچہ انہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے جانباز مرزا کے الفاظ میں اس امر کی عملی دعوت دی۔

ے تم وہاں جاؤ تو ہو کر سرخ رو جاؤ
اور اپنے خون سے ہو کر باوضو جاؤ
خدا خود کہے میرا بندہ شہید ناز آیا ہے
محمدؐ آپ فرما دیں میرا جانباز آیا ہے